آٹھواں مسئلہ

عقیدۂ حاضر و ناظر

کتاب و سنت کی روشنی میں

عقیدۂ حاضر و ناظر سے اہل سنت کی مراد:

اللہ عزّ و جلّ نے اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کمال عطا فرمایا ہے کہ آپ ایک جگہ تشریف فرما ہوتے ہوئے عالم کے احوال سے اس طرح باخبر ہوتے ہیں جیسے آپ وہاں بذات خود جلوہ فرما ہوں اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہوں، اس مفہوم کو ہم "حاضر و ناظر" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ مگر اس کے برخلاف وہابیہ اسے شرک کہتے ہیں۔ ہم اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے کتاب و سنت اور اجماع امت کے شواہد ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

دلائلِ اہلِ سنت

کتاب اللہ کی شہادت:

(۱) قرآن پاک میں اللہ عزّ و جلّ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿٤٥﴾(۱)

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ الأحزاب: ۳۳، الأیۃ: ۴۵

ترجمہ: اے محبوب! ہم نے آپ کو شاہد و مُبشّر و نذیر بنا کر بھیجا۔

(الف) عربی زبان میں شاھد کا لفظ حاضر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اس کے کثیر شواہد ہیں:

مثلاً: خود قرآن پاک میں ہے:

"اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾"(۱)

ترجمہ: یا ہم نے فرشتوں کو عورت پیدا کیا اور وہ (کفار) حاضر تھے۔

اس آیت کریمہ میں بھی شاہد بہ معنی حاضر استعمال ہوا ہے، جیسا کہ زبان عربی کے واقف کاروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

- حجۃ الوداع کے خطبے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ."(۲) حاضر، غائب تک یہ پیغام پہنچادے۔

یہ حدیث صحیح بخاری شریف کے کتاب العلم، کتاب المغازی/باب حجۃ الوداع، کتاب الأضاحی، کتاب الفتن، کتاب التوحید میں بھی ہے، الفاظ میں کہیں شروع میں "أَلَا" کا اضافہ ہے اور کہیں بغیر فا کے صرف لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ ہے۔

اس حدیث میں شاہد کا لفظ غائب کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔

- نماز جنازہ کی دعا میں ہے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا و شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا"(۳)

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة الصّٰفّٰت: ۳۷، الآية: ۱۵۰.

(۲) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۲۳٤، كتاب المناسك/ باب الخطبة أيام مِنیٰ، مجلس البركات.

(۳) ● مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج: ۳۷، ص: ۲٤۸، مسند الأنصار، رقم الحديث: ۲۲۵۵٤، مؤسسة الرسالة: عن أبي قتادة رضي الله تعالى عنه.

● سنن أبي داؤد، ص: ۵٤۹، كتاب الجنائز / باب الدعاء للميت، رقم الحديث: ۳۱۹۹، دار إحياء التراث العربي، بيروت، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

● جامع الترمذي، ج: ۱، ص: ۱۲۱، أبواب الجنائز / باب ما يقول في الصلاة على الميت، مجلس البركات، مبارك فور.

● سنن ابن ماجه، ص: ۲۵۲، كتاب الجنائز / باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

● رواه أحمد وأبو داود والترمذي والنسائي وابن حبان والحاكم عن أبي هريرة، وأحمد وأبو يعلى والبيهقي وسعيد بن منصور في سنن عن أبي قتادة رضى الله تعالى عنهما. خرّجه الإمام أحمد رضا رحمه الله تعالى في كتاب الجنائز من فتاواه، ج: ٤، ص: ۸۹، سنی دار الإشاعت.

اس میں بھی شاہد کا لفظ غائب کا مقابل ہے۔ اور غائب وہ ہے جو حاضر نہ ہو تو شاہد وہ ہوگا جو حاضر ہو۔

اس تشریح سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حاضر بنا کر بھیجا ہے۔ اور حاضر شخص اگر صاحب نظر ہو تو ناظر بھی ہوتا ہے لہٰذا حضور اقدس ﷺ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

(ب) لغات القرآن کے موضوع پر مستند کتاب "المفردات" میں ہے:

الشهودُ والشهادة: الحضور مع المشاهدة إما بالبصر أو بالبصيرة۔[1]

شہود اور شہادت کا معنی ہے "حاضر ہونا ناظر ہونے کے ساتھ" ناظر ہونا بصر سے ہو یا بصیرت سے۔ "گواہ" کو بھی شاہد اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ مُشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ اس تشریح کے پیش نظر شاہد کا معنی ہی حاضر و ناظر ہوا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو شاہد بتا کر آپ کے حاضر و ناظر ہونے پر حجتِ قطعی قائم فرما دی۔

آپ کے حاضر و ناظر ہونے پر کثیر احادیث بھی ناطق ہیں، اب ہم یہاں چند احادیث نقل کرتے ہیں:

احادیث کی شہادت:

① مدینہ شریف سے بیت المقدس کا نظارہ اور اس کے اوصاف کی خبر:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: «لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ

---

(۱) المفردات في غريب القرآن للإمام الراغب الاصفهاني، ج:۱، ص:۳۵۲، مكتبة نزار مصطفى الباز.

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الشهود والشهادة کا درج بالا معنی تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وقد يقال: للحضور مفردا، قال: " عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ (السجدة: ٦) لكن الشهود بالحضور المجرد أولى. والشهادة مع المشاهدة أولىٰ إهـ.

کبھی شہادت کا لفظ تنہا حضور کے معنی میں آتا ہے چناں چہ ارشاد باری " عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ " میں شہادت کا معنی صرف حضور ہے۔ لیکن شہود تنہا "حضور" کے معنی میں اولیٰ ہے اور شہادۃ "حضور مع المشاہدۃ" کے معنی میں اولیٰ ہے۔

ہمارے استدلال میں دونوں طرح کے مفاہیم کی رعایت ہے، پہلا استدلال اس معنی اَولیٰ کے مطابق ہے اور دوسرا استدلال معنی اول کے مطابق ہے۔ ۱۲ منہ

أُثْبِتْهَا. فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں جلوہ افروز تھا اور قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے، انھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ ایسی چیزوں کے بارے میں دریافت کیا جن کے جوابات میرے ذہن میں محفوظ نہیں تھے تو اس کے باعث مجھے بڑی تکلیف ہوئی، ایسی تکلیف جو کبھی نہ ہوئی تھی۔ [کیوں کہ ان کے سوالات لایعنی تھے پھر بھی وہ جواب نہ پاتے تو معجزۂ معراج کا انکار کر دیتے]

حضور کا بیان ہے کہ پھر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو میرے پیش نظر کر دیا، اور اب کفار قریش مجھ سے جو کچھ بھی سوال کرتے میں بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر ان کے جوابات دے دیتا۔

(۲) یہی واقعہ ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے:

عن جابر بن عبد الله، أنَّ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: لما كذَّبتني قريش قمت في الحجر فجلَّى الله لي بيت المقدس فطفقت أُخبرهم عن أياته وأنا أنظر إليه.(۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب قریش نے (میرے معجزۂ معراج کے تعلق سے) مجھے جھٹلایا تو میں حطیم کعبہ میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالی نے مجھ پر بیت المقدس کو ظاہر کر دیا تو میں اس کی نشانیوں کو دیکھ دیکھ کر مشرکین کو بتانے لگا۔

کہاں کعبہ شریف اور کہاں بیت المقدس۔ دونوں کے درمیان لمبی مسافت حائل ہے مگر مُنوّرِ کائنات، فخر موجودات حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے سے سارے حجابات دور کر دیے گئے اور آپ نے مکہ معظمہ میں تشریف فرما رہتے ہوئے بیت المقدس کی تمام نشانیاں اس طرح بتادیں جیسے آپ وہاں موجود ہوں اور سب کچھ دیکھ رہے ہوں۔

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۹۶، كتاب الإيمان/ باب الإسراء برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إلى السمٰوٰت و فرض الصلوات، مجلس البركات

(۲) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۹۶، كتاب الإيمان/ باب الإسراء برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إلى السمٰوٰت، مجلس البركات

تو یہ احادیث آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

(۳) حضرت ابوہریرہ کا تین راتیں شیطان کو چوری میں گرفتار کرنا۔ اور سرکار کا اس کے تعلق سے متعدد غیبی خبریں بیان کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رضى الله عنه - قَالَ وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ - صلّى الله عليه وسلم - بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ ، فَأَخَذْتُهُ ، وَقُلْتُ: وَاللَّهِ لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صلّى الله عليه وسلم-. قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ ، وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ . قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ - صلّى الله عليه وسلم - « يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ » . قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالاً فَرَحِمْتُهُ ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ . قَالَ: « أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ » . فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ - صلّى الله عليه وسلم - إِنَّهُ سَيَعُودُ.

فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صلّى الله عليه وسلم- . قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ لاَ أَعُودُ ، فَرَحِمْتُهُ ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالاً، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ « أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ ».

فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - وَهَذَا آخِرُ ثَلاَثِ مَرَّاتٍ، أَنَّكَ تَزْعُمُ لاَ تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ . قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا . قُلْتُ: مَا هُوَ ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ (اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ . فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - « مَا قَالَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ » . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ ، يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ . قَالَ « مَا هِيَ » . قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ (اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلاَ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ

حَتَّى تُصْبِحَ، وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ. فَقَالَ النَّبِيُّ - صلّى الله عليه وسلم - « أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ » . قَالَ: لَا . قَالَ « ذَاكَ شَيْطَانٌ » .(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے رمضان کی زکات (صدقہ فطر) کی حفاظت پر مامور فرمایا تو (رات میں) میرے پاس ایک شخص آیا اور لپ بھر بھر کر غلے میں سے لینے لگا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں محتاج ہوں اور میرے پاس بے سہارا بچے ہیں اور مجھے غلے کی سخت حاجت ہے۔ حضرت ابوہُریرہ کا بیان ہے کہ یہ حال سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: اے ابوہُریرہ تمھارا رات کا قیدی کیا ہوا؟

وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! اس نے شدید حاجت اور بے سہارا بچوں (کے بھوکے ہونے) کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آگیا اور اسی وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا، تو حضور (دانائے غیوب) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو! وہ بلا شبہہ، یقیناً تجھ سے جھوٹ بول کر گیا ہے، آج پھر آئے گا"۔

حضرت ابوہُریرہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ آئے گا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ وہ آئے گا۔

میں اس کی تاک میں تھا کہ اتنے میں وہ آگیا اور غلہ اٹھانے لگا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ (آج) تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عدالت میں ضرور پیش کروں گا۔ تو وہ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، میرے بے سہارا بچے ہیں جن کا نفقہ میرے ذمہ ہے، اب میں اس کے بعد نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوہُریرہ! تیرا رات والا قیدی کہاں گیا؟"

میں نے عرض کی، یا رسولَ اللہ، اس نے آج بھی وہی عذر پیش کیا کہ سخت محتاج ہے، عیال دار ہے تو مجھے رحم آگیا اور اس کی راہ خالی کر دی۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! وہ یقیناً تجھ سے جھوٹ بول کر گیا ہے، آج پھر آئے گا۔

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۳۱۰، كتاب الوكالة/ باب إذا وكّل رجلا فترك الوكيلُ شيئًا فأجازه الموكل فهو جائز، مجلس البركات

تو میں آج بھی اس کی تاک میں لگ گیا، اتنے میں وہ آیا اور لپ سے اٹھا اٹھا کر غلہ لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ بتا دیا کہ "آج میں تجھے ضرور رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر کروں گا، یہ تیسرا اور آخری موقع ہے، تم کہتے ہو کہ دوبارہ نہیں آؤ گے، پھر آجاتے ہو"۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجیے میں آپ کو کچھ ایسے کلمات سِکھا دیتا ہوں جن سے اللہ آپ کو نفع دے گا۔ میں نے پوچھا، وہ کون سے کلمات ہیں: اس نے کہا کہ جب بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو "آیۃ الکرسی: لَآ إِلٰه إِلَّا هو الحيُّ القيوم" آخر تک پڑھ لیا کرو، تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ صبح تک وہاں رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔

میں نے اس کی راہ خالی کر دی۔ صبح ہوئی (اور سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "رات تیرے قیدی نے کیا کہا؟" میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! اس نے کہا کہ وہ مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دے گا جن کی وجہ سے اللہ تعالی مجھے فائدہ دے گا۔ تو میں نے اس کی راہ خالی کر دی۔ حضور نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا کہ اس نے مجھے یہ بتایا ہے کہ جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے) جاؤ تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو "الله لا إله إلّا هو الحيُّ القيوم" اس نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالی کی جانب سے ایک محافظ صبح تک تمھارے پاس رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ اور صحابۂ کرام اچھی بات کے سب سے زیادہ شائق تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سنو! یہ بات تو اس نے بلا شبہہ سچ کہی ہے اور وہ ہے بڑا جھوٹا۔"

ابو ہُریرہ! تمھیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے گفتگو کرتے رہے ہو؟

انھوں نے عرض کیا نہیں۔ تب حضور (دانائے غیوب) ﷺ نے فرمایا: "وہ شیطان ہے۔"

صدقہ فطر کے غلے سے چوری کے یہ واقعات رات کے ہیں جن کا علم چور کو تھا، یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ خود حدیث نبوی سے ایسی کوئی شہادت نہیں فراہم ہوتی کہ دوسروں کو بھی ان واقعات کا علم تھا مگر حضور نبیِ رحمت ﷺ نے ان واقعات کی تفصیلات کا تذکرہ اس طور پر فرمایا ہے جیسے آپ وہاں حاضر ہوں اور نگاہِ نبوت سے حال اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کا نظارہ فرما رہے ہوں۔

ذرا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ میں غور فرمائیے:

"اے ابو ہریرہ! تمھارا رات والا قیدی کیا ہوا؟"

یہ سوال واضح طور پر دلالت کر رہا ہے کہ:

الف: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے شخص کی چوری کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔

ب: حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گرفتار کر لیا، سرکار اس کا بھی مُشاہدہ فرما رہے تھے۔

ج: سرکار کی نظر غلے کے محافظ اور چور کی گفتگو پر بھی تھی۔

د: حضور یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ چور کو چھوڑ دیا گیا۔

ہ: بلکہ حضور کی نظر چور کے دل کے اندر چھپے ہوئے جھوٹ پر بھی تھی، اس لیے فرمایا کہ "یقیناً جھوٹ بول کر گیا ہے۔"

و: اور آپ نے یہ فرما کر کہ: "سیعود" آج پھر آئے گا" یہ اعلان فرما دیا کہ آپ آنے والے زمانے میں رونما ہونے والے واقعات پر بھی نظر رکھتے ہیں۔

دو جملوں میں سرکار ابد قرار علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلاۃ والسلام نے اپنے حاضر و ناظر ہونے کے چھ شواہد کی رہنمائی فرما دی، پھر دوسری رات کے واقعہ میں بھی یہ سارے شواہد موجود ہیں تو اس طرح یہ بارہ شواہد ہوئے۔

تیسری رات کے واقعہ کے سلسلے میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو ہُریرہ سے یہ پوچھا کہ "رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟" یعنی کیا تعلیم دی؟ یہ سوال بھی شروع کے چار شواہد کی نشان دہی کرتا ہے اور یہ ذہن دیتا ہے کہ آج کی شب غلے کے محافظ اور چور کی گفتگو بدل گئی ہے، پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "وھو کذوب، وہ بڑا جھوٹا ہے" فرما کر اس بات پر حجت تمام فرما دی کہ آپ کی نگاہ چور کے نہاں خانۂ قلب کو بھی دیکھتی ہے۔ یہ پانچ شواہد ہوئے جو آپ کے حاضر و ناظر ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

اخیر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ وہ چور کوئی انسان نہیں ہے، بلکہ شیطان ہے، حضرت ابو ہُریرہ تین شب سے جس چور کو پکڑ رہے تھے اور اس سے گفتگو بھی کر رہے تھے اسے اب تک پہچان نہ سکے کہ یہ کون ہے مگر نگاہ نبوت نے لباس انسانیت میں چھپے ہوئے شیطان کو دیکھ کر پہچان لیا، غور فرمائیے جو چور کے پاس حاضر تھا اور ناظر بھی وہ تو نہ پہچان سکا مگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دور

رہ کر بھی اس طرح اسے پہچان لیا جیسے آپ اس کو لباس شیطنت بدلتے وقت دیکھ رہے ہوں۔

اس طرح اس حدیث میں راقم الحروف کے بطور اٹھارہ شواہد ہوئے جن سے آپ کے حاضر وناظر ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ حضرات وہابیہ کے قلوب پر اگر اتنے شواہد گراں گزریں تو کم کر سکتے ہیں مگر عمل بالحدیث کے دعوے کا اتنا احترام تو کریں کہ عقیدۂ حاضر وناظر کو شرک کہہ کر اس حدیث سے کھلا انحراف نہ کریں۔

کتاب وسنت اور اجماع امت کے ان شواہد اور نصوص سے روز روشن کی طرح عیاں اور ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ حاضر وناظر ہیں لیکن وہابیہ نے ان تمام نصوص کو پس پشت ڈال کر اس عقیدہ کو شرک قرار دیا ہے۔ ان کے امام رقم طراز ہیں:

"اور ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا، اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی، سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے، گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ۔ اور اس بات میں اولیا وانبیا میں اور جن وشیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں، یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا۔ خواہ انبیا واولیا سے، خواہ پیروں وشہیدوں سے، خواہ بھوت وپری سے۔"(۱)

④ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: « أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ - وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ - حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ ».(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حضرت زید، حضرت جعفر، اور حضرت ابن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر جنگ سے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی دے دی۔ آپ نے فرمایا: زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے، پھر ابن رواحہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ خبر دیتے وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ سیف اللہ (خالد بن ولید) نے جھنڈا تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

---

(۱) تقوية الإيمان، ص: ۸، ۹، پہلا باب: "توحید اور شرک کے بیان میں، راشد کمپنی، دیوبند

(۲) صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۶۱۱، كتاب المغازي/ باب غزوة موتة من أرض الشام، مجلس البركات، مبارك فور.

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینۂ منورہ میں قیام پذیر تھے مگر جنگ موتہ میں پیش آنے والے اہم واقعات کی غیبی خبریں اس طور پر دے رہے تھے جیسے کوئی اپنی ہتھیلی کے نشانات دیکھ دیکھ کر بتاتا جائے۔

یہ حدیث بہت ہی واضح طور پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔

⑤ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقام بدر میں پہنچے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَذَا مَصْرَعُ فُلاَنٍ. وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم.[1]

یہ فلاں کے (قتل ہوکر) گرنے کی جگہ ہے اور آپ اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر فرماتے، یہاں اور یہاں۔ (یعنی فلاں، فلاں یہاں، یہاں قتل ہوکر گریں گے) راوی حدیث کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جو نشان دہی فرمائی تھی اس جگہ سے کوئی بھی ہٹ کر اِدھر اُدھر نہ گرا۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وفيه معجزتان مِن أَعْلامِ النبوة. أحدُهما: إخبارُهٗ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بمَصرع جَبابِرَتهم، فلم يتعدّ مَصرعَه. إلخ.[2]

اس حدیث میں دو معجزے ہیں جو نبوت کے دلائل سے ہیں۔ پہلا معجزہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین کے ظالم سرداروں کے قتل ہونے کی جگہ بتادی تو کوئی اس سے اِدھر اُدھر نہ گرا۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے زمانے میں درپیش ہونے والے واقعات کو اسی طور پر دیکھ رہے تھے جیسے آپ عین جائے وقوع پر تشریف فرما ہوں اور اپنی چشمان نبوت سے ملاحظہ فرما رہے ہوں۔

اس طرح یہ حدیث عقیدۂ حاضر وناظر کا واضح ثبوت ہے۔

---

(١) الصحيح لمسلم، ج: ٢، ص: ١٠٢، كتابُ الجهاد و السِّيَر/ بابُ غزوة بدر، مجلس البركات، مبارك فور.

(٢) المنهاج شرح الصحيح لمسلم بن الحجاج، ج: ٢، ص: ١٠٢، كتاب الجهاد والسِّير/ باب غزوة بدر، مجلس البركات، مبارك فور.

⑥ عَنْ (عبد الله) ابن عمر، قال: قالَ رسولُ الله -صلى الله تعالى عليه وسلم-: إنَّ اللهَ -عزَّ و جلّ- قد رَفَعَ لِيَ الدُّنيا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَ إِلَىٰ مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا إلى يوم القيامة، كأنّما أنظُرُ إلى كَفِّي هذه، جِلِّيَانٌ[1] مِّنَ الله جَلاهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جلا لِلنّبيين من قَبْلِهِ.[2]

بے شک اللہ نے دنیا کو میرے سامنے کر دیا، تو میں اسے اور قیامت تک اس میں جو کچھ ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، یہ مشاہدۂ کائنات اس روشنی کے سبب ہے جو اللہ نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیا کے لیے روشن فرمائی تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ:

اللہ عزّ و جل نے یہ دنیا اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہوگا سب کو حضور ﷺ کے پیش نظر کر دیا اور آپ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح تمام مَا کَان و ما یکون کا مشاہدہ فرماتے ہیں تو اس حدیث سے اہل سنت و جماعت کے اس عقیدے کی روشن تائید ہوتی ہے کہ آپ اللہ عز و جل کی عطا سے "حاضر و ناظر" ہیں۔

ہم نے یہاں صرف نمونے کے طور پر کچھ حدیثوں کو پیش کیا ہے ورنہ اس عقیدے کے ثبوت میں کثیر احادیث نبویہ وارد ہیں۔ صحیحین میں علامات قیامت کے تعلق سے جو احادیث تخریج کی گئی ہیں ان میں سے زیادہ تر حدیثوں سے اس عقیدے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے "علوم غیبیہ کی بحث" میں بھی اس نوع کی کچھ حدیثیں ہیں جن کے مطالعہ سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوگا۔

اجماع امت کی شہادت:

کتاب و سنت کے یہی وہ دلائل واضحہ ہیں جن کی بنا پر امت مسلمہ نے حضور سید عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بالاجماع حاضر و ناظر تسلیم کیا اور اجماع امت بجائے خود ایک مستقل دلیل ہے، ہاں

---

(۱) جِلّيّان: بكسر الجيم و تشديد اللام المكسورة: الإظهار و الكشف، أي هذا إظهار و كشفٌ من الله. النهاية ج: ۱، ص: ۲۹۱، و لسان العرب، و تاج العروس.

(۲) المعجم الكبير الكبير للإمام الطبراني، ج: ۱۳، ص: ۳۱۹، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، قاهره.